غزل

دیکھا ہے جب سے چہرہ کسی ماہتاب کا
عالم نہ دیکھا جائے میرے اضطراب کا

ہم سوچتے رہے کہ کریں کونسا گناہ
آیا یہ مرحلہ نہ کبھی ارتکاب کا

پھولوں کے درمیاں سے جو گزرا وہ مہ جبیں
بے رنگ ہو کے رہ گیا چہرہ گلاب کا

کیا دوش دیں کسی کو ہم اپنا ہی تھا قصور
دل سے معاملہ تھا نظر کے سراب کا

کندہ ہے لوح جاں پہ تیرا اب بھی ہر سوال
میرا وجود، آئینہ میرے جواب کا

بستی میں رہنے والوں سے تو کچھ گلہ نہیں
احساں ہے مجھ پہ اپنے ہی اک ہمرکاب کا

دیوانہ وار راہ وفا پہ چلا ہوں میں
ٹھوکر پہ رکھ کے خوف عذاب و عتاب کا

دیوانگی میں ہے نہاں فرزانگی کی بات
کہ حرف حرف یاد جنوں کی کتاب کا

میں کر سکا نہ دل کو مقید دماغ میں
ہے میرے عقل و ہوش پہ قبضہ شباب کا

جو کچھ بھی ہو رہا ہے میرے اردگرد آج
سارا کیا دھرا ہے یہ عالی جناب کا

کرتا ہے اب بھی خالد خود سرجنوں کی بات
ہر سمت گرچہ شور ہے چنگ و رباب کا

خالد شبیر احمد